قمر الحسنین

آزادی.... آزادی.... آزادی.... جشنِ آزادی

۴۸واں یوم آزادی

باغ لانگے خاں میں ایک شخص اکیلا عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا کبھی وہ ناچتا تھرکتا سر جھٹکتا دوہرا ہو جاتا کبھی دائیں بائیں لڑھک جاتا کبھی چیخیں مارتا دھاڑتا کبھی دھیمی آواز میں کچھ بڑبڑاتا ایسا محسوس ہوتا اب وہ ریلیکس ہو گیا ہے اسکی حالت بہتر ہو گئی ہے مگر وہ پھر ابنارمل ہو گیا وہ بھاگنے لگا ٹانگیں ہوا میں لہرانے لگا اچھلنے کودنے لگا اسکے سارے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی وہ بری طرح ہانپنے کانپنے لگا میں ہمت کر کے اپنے دوستوں میں سے اٹھا اور اسکے قریب جا کے دیکھا وہ اچھا بھلا بڑا سمارٹ توانا شخص تھا گٹار اسکے گلے میں حمائل تھی۔ یہی کوئی اٹھارہ انیس سال کا ہوگا میں نے رکتے رکتے پوچھا نوجوان تم اکیلے یہاں کیا کر رہے ہو؟ بولا آزادی منا رہا ہوں میرے ماں باپ مذہبی جنونی ہیں وہ میری آزادی کے دشمن ہیں آج ۴۸ واں یوم آزادی ہے یہ لوگ مجھے یوم آزادی آزادانہ فضاؤں میں آزادانہ انداز میں نہیں منانے دیتے مجھے آزاد آباد (اسلام آباد) نہیں جانے دیتے اب تو حکومت نے بھی گٹار کلچر اپنا لیا ہے ۱۶ کروڑ روپے اس گرینڈ کلچرل شو پر خرچ ہوں گے یہ تاریخ کا ارتقائی عمل ہے یہ چینج آف کلچر ہے یہ بارٹ آف سولائزیشن ہے یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے، یہ کمپیوٹر ایج ہے، میرے ماں باپ رجڈ ہیں بلکہ فنیٹک ہیں میں تنگ آ گیا ہوں میں تنگ آ چکا ہوں اس ماحول سے ان رویوں سے مجھے آزادی چاہیئے آزادی.......... میں آگے بڑھا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا دلاسا دیا اور اپنے ساتھ شنگریلا لے گیا وہاں مکمل آزادی تھی آزاد فضا، آزاد لوگ، آزاد ہوا، رنگ، خوشبو، مہکار چہکار، مسکراہٹیں اور قہقہے رنگ و نور کی برسات نفس نفس بھیگا بھیگا لمحوں ایسے لگا جیسے میں پاکستان میں نہیں ہوں برطانیہ میں ہوں ڈان کاسٹر کی کوئی سرد رات ہے پھر سنبھلا اور میں نے اس نوجوان کو دیکھا وہ بھی محو تھا گم تھا نہ جانے دشت امکاں میں یا سراب جاں میں۔ میں نے اسکو ہلایا وہ چونک پڑا جیسے میں نے اسے حصار ذات کی قید سے آزاد کرایا ہو وہ بڑی محبت سے بولا جی.... میں کچھ کھا پی لو وہ.... بیف اور کپ آف ٹی بس ہیں.... کچھ اور؟ وہ.... شکریہ! پندرہ بیس منٹ بعد میں اسکی طرف متوجہ ہوا موڈ ٹھیک ہے ہاں ہاں کہیئے کچھ کہنا ہے۔ میں.... ہاں۔ فرمائیے آزادی کا مطلب کیا ہے؟ بھئی آزادی سوچنے کی آزادی بولنے کی آزادی میں جو چاہوں وہ کروں اس کی آزادی میرا مطلب ہے جمہوری آزادی، شخصی آزادی.......... اور جی گھومنے پھرنے کی آزادی دیکھنے کی آزادی جسے.......... جو چاہوں کہوں روک ٹوک پابندی میں پسند نہیں کرتا! جو کچھ مجھے پسند ہے

میں اسکے حاصل کرنے میں آزاد ہوں مجھے کچھ بھی کرنا پڑے میں اسکو حاصل کر کے رہوں گا میں سمجھتا ہوں آزادی کا یہی مطلب ہے۔ میں.... آزادی سے پہلے کیا تھے۔ وہ.... غلام، میں.... کس کے؟ وہ.... فرنگی کے، میں.... وہ غلامی کیسی تھی۔ وہ.... میرے بڑوں کو پتہ ہوگا۔ میں تو اس زمانے میں نہیں تھا۔ میں.... کبھی بزرگوں سے پوچھا غلامی میں کیا ہوتا تھا؟ وہ.... نہیں۔ میں.... جب تمہیں غلامی کی برائیوں کا علم نہیں تو آزادی کی اچھائیوں کا علم کیسے ہوگا۔ وہ.... ہاں یہ بات تو ہے۔ میں.... کیا پسند کروگے کہ تمہیں دور غلامی کا کچھ حال سناؤں۔ میں نے تو وہ دور دیکھا ہے۔ وہ.... ہاں ہاں کہئے۔

انگریز ہندوستان پر ۱۸۵۷ء میں قابض ہوئے۔ وہ آئے تو تاجروں کے روپ میں تھے لیکن آہستہ آہستہ تجارت کے ذریعے اپنا کلچر متعارف کرایا۔ تاش جوا گانا بجانا، ناچنا، شراب، زنا اور اس پر مستزاد یورپ کی سیر و سیاحت اور ایک لڑکی ہمراہ۔ عقائد تباہ، اعمال غتر بود۔ انہوں نے عورت کو معاشرے میں اس انداز کی آزادی دی کہ باپ، بھائی، خاوند اسکے کسی اقدام پر اسے روک نہیں سکتے چاہے وہ بدکاری کرے کسی کے ساتھ چلی جائے کوئی اسکے پاس آجائے فرینڈشپ کی آزادی۔ ان کا کلچر قبول کرنے والے راجے مہاراجے ہندو سکھ اور نواب و رئیس مسلمان جب کلچرل ریولیوشن کے ذریعے انکے قبضے میں آگئے تو آخری جھٹکا دہلی کے تاجدار کو دیا وہ سنبھل نہ سکا اور ہندوستان انگریزوں کے تسلط میں چلا گیا آج ہمارا وطن انگریزوں کے قبضہ سے آزاد ہے مگر کلچر ہم نے وہی اپنا لیا ہے۔ جسکے ذریعے اس نے ہندوستان پر قبضہ کیا آج ہم پاکستان میں پھر سے گیمز ڈپلومیسی کے اسیر ہیں۔ شراب، زنا ناچ گانا عورت جو چاہے کرے آزادی جو چاہے کہے آزادی جو پسند کرے اسے لیکے رہے یہ تو آزادی نہ ہوئی حالانکہ بابائے پاکستان محمد علی جناح اور انکے ساتھیوں نے، مسلم لیگ کے تمام لیڈروں نے، سینکڑوں دفعہ پاکستان کے حاصل کرنے کی غرض و غایت یہی بیان کی کہ یہاں اسلام نافذ کیا جائیگا۔ یہ تو اسلام نہیں یورپین کلچر ہے اسلام میں تو یہ سب کچھ حرام ہے جو اسلام آباد میں گرینڈ کلچرل شو کے نام پر ہوا اور میڈیا پر جو مسلسل ہو رہا ہے یہ تو یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کا کلچر ہے مسلمانوں کا یہ کلچر ہرگز نہیں۔ میری گفتگو سننے کے بعد اس نے اجازت لی اور مضبوط قدموں کے نشان جماتا ہوا باہر نکل گیا پچھلے دنوں اچانک ایک آدمی مجھ سے ملنے آیا تو میں نے نہ پہچانا وہ بولا میں وہی ہوں جسے آپ نے شنگریلا میں آزادی سمجھائی تھی۔ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ مجھے ''آزادی'' سمجھ آگئی ہے۔ میں اُس کی بات سن کر تحریک آزادی کے پس منظر اور جشن آزادی کے پیش منظر میں کھو گیا......

قارئین کرام آزادی مبارک، مبارک اس لئے کہ آزادی نعمت ہے۔ اور ہمارے بزرگوں نے آزادی حاصل کرنے کیلئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست ہوئی تو ہمارے بزرگوں نے اپنی بچی کھچی طاقت جمع کر کے انبیلہ کے مقام پر ۱۸۶۳ء میں آخری جنگ لڑی۔ لیکن فرنگی ڈیموکریٹک چالوں، چالبازوں اور اپنے سیاسی چلتروں سے کامیاب ہوا۔ ہمارے بزرگوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ

ہندوستان کے نودولتیے نواب، رئیس، جاگیر دار فرنگی کی غلامی قبول کر چکے تھے اور مسلمانوں کے تعاون سے ہاتھ اٹھا چکے تھے۔ مسلم امت کے یہی وہ پہلے مجرم تھے جنہوں نے انگریزی کلچر کو قبول کیا جدید تہذیبی اقدار کو نہ صرف اپنایا بلکہ رواج دیا۔ تہذیب افرنگ کے بے باس و بو چمن کی بھرپور آبیاری کی اس کے ملبوس رنگوں کے سیلی رواں میں بہہ گئے اور اسکی لذتیت کے مخملیں عشووں میں کھو گئے ۱۸۸۳ء میں فرنگی کا قرب حاصل کرنے والوں نے ۱۸۸۶ء۔۱۸۹۷ء میں محسوس کیا کہ فرنگی کی غلامی قبول کرنے اور اپنے ہم مذہبوں کو بے موت مروانے کے باوجود فرنگی کی محبت ہندوؤں سے ہے ہندوؤں کو ملازمتیں، عہدے دیئے جا رہے ہیں۔ انہیں ہندوستان کی سیاسی قوت بنایا جا رہا ہے تو انکی آنکھ کھلی مگر اب پچھتائے کیا ہوتا فرنگی نے ان کے گرد اپنی غلامی کا ڈیمو کریٹک جال خوبصورتی سے بن دیا تھا کہ وہ لوگ اس سے نکل نہ سکتے تھے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر انہیں انگریز کی سیاسی، تعلیمی اور تہذیبی غلامی پر قناعت کرنی پڑی۔ ان بزر جمہروں کو اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی کہ انگریز نے ہندوستان مسلمان سے چھینا ہے اب مسلمانوں کو ہی ان سے یہ ملک بہر صورت لینا ہے ہمارے بزرگوں کا بے وسائل طبقہ انگریز سے لڑ کر ملک لینا چاہتا تھا تہذیب افرنگ کے شکار و شاہکار ہندوستانی وڈیرے انگریز کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے تھے کہ انگریز کے ساتھ لڑائی میں انہیں بہت نقصان تھا انکی جاگیریں، عہدے، خطابات اور وسائل سب کچھ فرنگی چھین لیتا اور انکو ہمارے بزرگوں کی اطاعت قبول کرنی پڑتی اور یہ بات انکی انا کے خلاف تھی یہ لوگ ہمارے بزرگوں کو دقیانوس سمجھتے تھے اور دقیانوسوں کے ساتھ مل کر جہاد آزادی میں شرکت بھلا جمہوریت کے ناہموار فرزندوں کو کب گوارا تھی لہذا وڈیرہ ڈپلومیسی یہ اختیار کی گئی کہ فرنگی کیساتھ مفاہمت اختیار کی جائے جس کے نتائج بڑے خوبصورت ہوں گے ہندو فرنگی ڈپلومیسی نے اس سرزمین کو چار حصوں میں بانٹ دیا بنگال، ہندوستان، کشمیر اور پاکستان۔

پاکستان اور کشمیر کی حالت آپ کے سامنے ہے۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن چکا ہے سندھو دیش، مہاجر صوبہ اور سرائیکی صوبہ انگڑائیاں لے رہا ہے اللہ رحم کرے۔ آمین

بد قسمتی سے اس ملک کو حکمران اچھا نصیب نہیں ہوتا اس لئے اس ملک میں شرارت خباثت بن جاتی ہے اور خباثت فتنوں کا روپ دھار لیتی ہے۔

اللہ ہمیں اچھے عقیدے اور اعلیٰ اعمال والے حکمران دے جو عقیدے کی سچائی اور اعمال کے حسن سے سونا اگلنے والی اس سرزمین کو حسین تر بنادے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ٹیکنالوجی اور سائنس کے اس دور میں ہمیں بہتر کردار انجام دینے کی ہمت دے۔

محترم قارئین اللہ کو صرف وہی انسان وہی جماعت وہی قوم پسند ہے جو انسان جو جماعت جو قوم وہی عقیدہ اور وہی عمل اپنائے جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سماج اور معاشرے کیلئے تہذیب و تمدن بھی دیا ہے۔

صرف عقیدہ و عبادت ہی نہیں بخشی تہذیب و تمدن اخلاقی معاملات سب کچھ عطا کیا اس سے گریز ہی فسق و فجور اور کفر ہے۔ فسق و فجور اور کفر و شرک سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بچائیں۔ کہ یہی بدعقیدگی و بدعملی کی دھکتی آگ میں ڈالے جانے کا سبب ہے۔!

ڈھانپے کفن نے داغ عیوب برہنگی
ورنہ میں ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

رنگِ سخن

مرے ہی کوٹ کی اک جیب سے بٹوا نکل آیا
"میں الزام اس کو دیتا تھا' قصور اپنا نکل آیا"

نہ پوچھو موسم گرما میں حالت ہم غریبوں کی
"کبھو بس پڑ گیا چھالا، کبھی پھوڑا نکل آیا"

وہ پٹواری کہ جس کی دوستو گردن نہ مڑتی تھی
ہوا ہے جب سے ریٹائر تو منہ اتنا نکل آیا

نجانے کتنے لوگوں کا پیا تھا خون ظالم نے
"کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا"

وہ بیٹھا رو رہا ہے چار دیواری کے گرنے پر
مگر سب یار خوش ہیں کہ چلو رستہ نکل آیا

تمہیں بھی ٹیپ، ٹی وی اور وی۔ سی۔ آر۔ لا دوں گا
مری قسمت کا بھی کوئی اگر ویزا نکل آیا

وہ پیر جاہلاں جس کی قدم بوسی کو جھکتے تھے
اسی سے ہیروئین کا دیکھ لو تھیلا نکل آیا

ملی الٹی سزا مقتول کے بھائی کو اے تائب
جو قاتل تھا عدالت سے بھی وہ ہنستا نکل آیا

پروفیسر محمد اکرام تائب
عارف والا